رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنائیے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھائیے اسلئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جدت۔ رائے کی اصابت بے رو رعایت نکتہ چینی صحیح نتائج واقعات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر کیجیے۔ انشاءاللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بنا بریں ایسے مشہور یکتا و یگانہ پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں۔ دل خراش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہٰذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل وقت اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا اور یا وہ تنگ ظلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تجدید خریداری منظور ہو تو اطلاعی پرچہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔ ...

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مسلم کل پالیسی کے مطابق ہوں گے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہونا۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۴ نمبر ۳۹

مضامین غیر

مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۲۹ء

جدید اللغات

آلو۔ ہندو ولایت گمراہ غریبوں کے پیٹ کا ادھار۔ بواسیر کو مدد پہنچانے والی چیز صاحب لوگوں کے پتلون کا عطر ہر وقت بھرا رہتا ہے کی بزم سے بزم احباب گنوار رنڈی کا کوسلوم ہوتی ہے۔ مفلس روزہ داروں کا خوان افطاری بھی یہی ہے اور میلے ٹھیلے میں بچوں کا بہلاوا بھی یہی۔ اردو کا شوہر حقیقی کہلاتا ہے مگر ابھی تک لاولد ہے۔

آلو۔ بے پڑھے مولوی کا مشتق سنہ۔ باغ دنیا (ممولا) کا بلبل ہزار داستاں۔ چاند کا عاشق بجا کہیے۔ ذوکر مشرقی میں شب بیداری کا عادی۔ چھیا اور چھپکلی کا دشمن۔ اکثر ہندوستانی لیڈروں کا فرقہ کہ بی خود بنتا ہے کوئی بناتا ہے بہرحال مطلب نکل جاتا ہے۔ نہایت وسیع المعنی لفظ ہے۔ آجکل جابجا نکلا ہوا ہے۔ ہر گلی کوچے میں مصداق موجود ہے۔ نیستی کا ڈھنڈورا بھی اسے کہتے ہیں ؎

چند روز است نیز زد بر گنبد افراسیاب

القاب۔ بمادر حقیقی آداب۔ اگلے زمانے میں اسکا رواج تھا مگر انگریزی تعلیم نے بقول بولنبیں کے اسکی تیری اتار دی۔ مسٹر کی ذرہ دم تو گئے کے لیے نام کے سرے پر ہے۔ اسکو اثر کا کنٹ شادم نیابادہ دیا بس حسب مختصر بڑی بڑائی یکرنبہ بے ربط حروف لکھ دیے پہنچے القاب کے فرض سے فرصت ہوئی اب دنیا کو اختیار ہے کہ بی۔ اے کتا ہی سمجھے یا بی۔ اے کی طرح بر کٹ خوال کرے۔ ایم بی سے بیرحرمیں مراد لے۔ بی۔ اے کو نیا انگروال خیال کرے۔ ڈی۔ ڈی۔ سی لکھے بیرسٹر کے معنی بچھالے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی تعبیر تان لوتیائے۔

ارشاد۔ یا ان حروف کے معنی تعبیرات پڑھئے بادشاہ شہنشاہ ہند جلال الدین محمد اکبر شکار میں لشکر سے آگے بڑھ گیا ایک دیہاتی سے پالی بنگلہ کے پیا۔ خوشبودار پانی کا انعام دینے کے بعد دیہاتی کو سادہ لوح سادھیں پوچھا کیوں بھئی تمہارا بادشاہ کون ہے۔

دیہاتی: ہمارے دیس کا اکبر بادشاہ۔

اکبر: کبھی اپنے بادشاہ کو دیکھا بھی ہے؟

دیہاتی: ہم پانچ گاؤں کا مالک سنتے ہیں ہوت ہے دسترا کیسا ہر ا ہے۔

اکبر: تو تھوڑی دیر میں ایک فوج آئے گی بس جسے فوج سلام کرے وہی تمہارا بادشاہ ہے۔ لشکر قریب ہی تھا سیل دو سیل راہ طے کرنے کے بعد مل گیا۔ بادشاہ کو دیکھتے ہی سوار گھوڑوں سے اترے۔ سلامی ہوئی شاہ نے دیہاتی دوست سے پوچھا۔ کہو بھئی بادشاہ کو دیکھا؟

دیہاتی: آمین ہوں۔ یہاں ہم اور تم دو ہی جنے ہیں۔ اب کون جانے کہ سارا جمگھٹا کس کو دم کو؟

القاب کے مروجہ فن اکبر بادشاہ ڈرتا ہے دیہاتی گنوار معانی مشتبہ ہو رہی تو مقام تعجب ہے اولوالامر۔ فی زمانہ ایک مداری کی ٹوپی ہے جو خوشامدیوں کے ہاتھ لگی۔ ہر ایک سر پر ٹھیک اترتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ زور دوزر سے بازو اور جیب خالی ہو۔

آل کار۔ بے گناہ مجرم۔ خفا کسیلی کی ٹٹی۔ بخشا بخیر۔ بے وقوف ازلی۔ پرائے شگون اپنی ناک کٹانے والا۔ زبردست کی مادہ۔ زبردست کا شوہر۔ سنگ رفیق۔ لیڈروں کے لیے ایک ضروری چیز بلکہ لازم زندگی۔

الہام۔ غروب کی تعریف میں جو شعر کہے جائیں۔

امام۔ باصطلاح حال مسام کی تنگی جس کا جی چاہے باندھے اور رہنا۔ ہے رجسٹر کا ایک پورا خاندان قانون وقت کا امام ہے لوگوں کی معاش خاص بھی اس سے علاقہ رکھتی ہے۔ مریدوں کی تفصیل کا شعبہ جس کا جامے کے بیک گیں خلا دام۔

امتحان۔ انسانی زندگی میں مرگ مفاجات۔ امساک۔ حفظ نفسانی کا بخل۔ نقصان ودولت کا شوق۔ دریگیری کی طمع سخت گیری کا طاق۔ ضعف اور قوت دونوں حالتوں میں بیکار ہوتی۔

اُمیدوار۔ دنیوی دگر۔ سلاح غلامی۔ ایک ہی تین کام پیچھے۔ پانچ سلوا ہے۔ کوئی بیچارہ کرے کیا مجال جو اتنا کرے۔ نوکری۔ تنخواہ۔

امیر۔ یہ دست دولت ثروت۔ مست زندہ۔ بادہ پیمانہ والا۔ انڈا بچہ۔ اندھا گھر کا گھڑا۔ بجس خوشامد بھرنے کا پورا۔ شعرا کا سودا۔ بچہ شیریں۔ ان کے باپ۔ بیچھے پیچھے اُڑنگی دم۔ فاختہ۔ بے پیے مست۔ دبان کا پھر۔ بیمار۔ مرض۔ خدمت۔ لقمین۔ غیرتی۔ عقل معطل۔ مشغوق اہل طمع۔ بکیہ بچکاری۔ قصاصے دست مغلوک۔ مفلسوں کے خون کا جانشین۔ زمانے حاضرہ کام ہو۔ حقیقی دشمن علم سے

رضینا قسمۃ الجبار فینا
لنا علم و للجہال مال

اہل علم کی شان خدا فروش۔ حاسد۔ قریاد۔ قاطع صلہ رحم۔ دشمن مادر زاد برادران۔ بدخواہ پدر۔ جن کا شعر دکھاں تک معنی گرز ائیں ہیں دریائے سخن صدا ہو باقی۔

املاک۔ عدم اطمینان۔ ہائے جان۔ وارثوں کی منفی عداوت کی وجہ قوی۔

امل۔ امید طول لاطینی۔ زیست بے مصرف۔

آن۔ موچھوں کا تصدق۔ انگلوں کی صبح کا رنڈی کے درگش پلنے مرکے نیم کھانے والوں کا بید انگشی مرض۔ بازار کی مٹھائی۔ حلوائی کی دکان پر دادا جی کا فاتحہ۔ بازن بازاری طرح آشنائی تینہ آید۔ حرم کا نماز دیتا ہے دوش دردہ۔ جا گردد دو دیگر سے لیجائے خورش چینہ۔ اگر گفتہ خوبی رونہ۔ لی اما ما زمانہ تخواہ یاب؟

آنت: لعنتی مشغل کی ڈوری۔

انجام: غفلت کا دوسرا نام۔

آمدنی: دل خاطر ہے خوش۔

اندھا دھند: انگریزی پالیسی۔

اندھے کی لکڑی۔ اکثر نافرزند گر بد معاش۔

اندھی کے آم = دولت روبہ زوال ۔
اندلس = ویرانہ ۔ پُر زم سلطان بود ۔
انڈا = دور سکن ۔
انسانیت = منقاے عالی ۔
انشاپردازی = حماقت مزاح مغلوط ۔
انصاف ۔ تعزیرات ہند ۔ طاقت نمائی مشت ولکد ۔ مردم آزاری ۔ زبردستی ۔ گناہ عظیم کا لقب اصلی ۔ پولیس کا رجسٹر نمبر ۱۰ ؎

لال کتاب میں نکلا ہوں تیلی ہیں تلنے کیوں
کھلا پلا کے کیا سنڈ بیل کا بیل ہے نہ نکلا

انقلاب ۔ کمرہ بغاوت ۔
انگارہ = تند کے جوتو ۔ رخسار معشوق پُر عتاب ۔ دل عاشق ۔
انگریز = پسر زادگان خداوندی بریانہ جو تھا اللہ میاں نے دیا ہوتا ۔
انگریزی ۔ (زبان) ہندوستان میں ہم معنی بیچ پر عرض کردن ونفرت از خویشتن ورزیدن ۔ ور بروضع نیا کان خندیدن وگریستن بر افسوس او ۔
انکاری ۔ اگر مجرم ہے تو سیلی خوار پولیس ۔ اگر وکیل ہے تو ہوشیار ہے بار ثبوت بر مدعی ۔
انگشتری ۔ خوشنما دشمن انگشت ۔ نشان محبت و گرفتاری یعنی انگلی پکڑتے ہی پہونچا پکڑنے کی مثل کا مبنیٰ ۔
انگشت ۔ فارسی ہے ۔ مہندی انگلی ۔ جو چڑھانے کے وقت نچائی جاتی ہے ۔ بتانے کے لیے دکھائی جاتی ہے ۔ طلب کے موقع پر ہلائی جاتی ہے ۔ ہیجڑوں کے یہاں مٹکائی جاتی ہے ۔ عورتیں تعجب کے وقت ناک پر رکھتی ہیں ۔ زوانی کی حمزاد بیچ بیچ میں ہیں ۔ مرد غصے کے وقت کاٹتے ہیں ۔ تعجب کی حالت میں دانت کے نیچے دباتے ہیں ۔ شیطان دکھائے تو گھٹی کا ناچ نچائے ۔ انگلی پکڑنے والا خرم بادخاں کی مار جیسے ہے ۔ طلبا کی تمام ہو شیاری اسی پر موقوف ہے یہ نہو تو نبض پہچانی نہ جائے دائیاں بھی کچھ کام نہیں ہیں ۔ نمازی کا کنکا اسی حضوت پائی ہائی دام دام وصول ہو تا ہے

غضب کی چیز ہے خدا بچائے ؎

یہ نقرئی حنائی اے جان تکا نگلیاں ہیں
کس بے گنہ کے خوں میں کیسے ڈبلیاں میں

انگور ۔ جو نار سائی کے باعث کھٹے ہو جائیں ۔ زخم کے سوا کہیں نظر آئیں ۔
اوتار ۔ اصطلاحی معنی بے وقوف دولت مند ۔ لیٹے عاجز خداوند ۔
اور ۔ کبھی نہ ختم ہونے والی چیز ۔
اورنگ زیب ۔ مناقشہ ہند و مسلم مجتہد مشق اہل قلم ۔ انگریزی تاریخ ہند کی جان ۔ مرزا آنحوانہ براے سگان ۔
اوقاف ۔ وقت کی جمع ۔ نشتوا سا جنگلی ابن تیمیہ بے ہمارا میراث مرداران مذہبی ۔ جن عزیزوں رشتہ داروں سے دشمنی ہو انھیں محروم الارث کرنے کا حیلہ ۔ خوان یغما ۔ جاداد بخشش ۔ حضرت دیہاتی مثل ہے ” تو کوت مو کو بے جوڑے ہیں “ جو کہ اللہ میاں کے ذاتی سرمایہ کی بڑی حق بھی ان سے کہتے ہیں ۔ مگر انھیں اس سودے میں کچھ ملتا ملاتا نہیں اصل وسود دونوں کھا جاتے ہیں ۔
اوراد ۔ تسخیر و رضائے ربانی کا ذریعہ ۔ ورد کی جمع ہے ہر ایک بگڑنے والا اسکے ذیل میں شامل ہے ۔ فائدے کی چیز ہے ایک مشہور ورد ہے ” الم رام جیتا پرایا مال اپنا “ ۔
اولاد ۔ درد لذیذ ۔ گرجہ دنیا میں ال خدا پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور اگر نا خلف ہوئی یا ولایت سے تہذیب سیکھ آئی تو ماں باپ کے ذیلدی جہنم کا ایندھن ہے ۔
آہ = کوتاہ مہر زمانے سے دل ریخوں ۔ ہوا سوز کنندہ چرخ نیلی فام ۔ ٹھنڈی ہو تو اور ہی کے مٹنے کا پیغام گرم ہو تو آہن گدازی کا تماشا دکھاتی ہے اثر ہو تو مقبول خدا ہوئے ؎

کبھی دل ہی کی جلنے نکلی ہوس ۔ افلاک اس پہ مرتبہ ہے جو دھواں تو دکھا یک لگ گیا تیرے دل پہ جو کبھی اثر ہوا ظالم کے حق میں نسیم سحری کا جھونکا ۔ با اثر ہو تو مصر سوم آہ اور خود بھی جلنے دوسرے کو بھی جلائے ۔ مگر

مقبول بہ جبین خاک اتے نہ خاک پچ خاک ہو جائیں پھیرے ؎

بیرہ سخندل ہوں کر گئے پری خاک میں ہوا شبہ ہو اہمی آرہ کے بھی جی گیا کبھی تابل برگ مغز نہ ہوا دیکھی ہے چھوڑا لیا تو با وہ ملا نہیں ؎

کرہ شنشا ہے فغان دردوبل
قہرستانش بجان دردوبل

میاں منہ پادو لدا در چڑھی ہے لشکر حسرت کا قومی علم ۔ حاشیہ بردار سلطان قہرومالم ۔
اول جوں ۔ مکروہ انکار ۔
آں ہاں ۔ بشرت ۔ قائم مقام ہرگز نہیں ۔
اوں ہوں ہوں ہوں ۔ حب تبض گرفتہ ۔
ہا ہا ۔ مرہم دل حزان کشیدہ ۔
اوہو ہو ۔ دام گرفتاری دل بند سے خاطر ۔
آئیں بائیں شائیں ۔ انگل پچو غیر معقول جیسے ۔ وہیے میں ۔
اے ۔ کمرہ مخاطب ۔
اے جی ۔ میاں ۔
اے بی ۔ زوجہ مقدسہ یعنی بچوں کی والدہ یعنی آبرو بگ جان نہ چھوڑنے والی ڈائن ۔ یعنی کمزوری عمین کی رفیق خاص ۔ اگر اے بی سکوس یعنی بی اے ہوں تو اس کا استعمال صرف گھوڑ بوٹ کے برش سے جنبہ یا کی صفائی کر واتا ہے ۔ ڈارلنگ اور لئیر یعنی میم ہو کہ ظم کرتا ہے ۔ اور تین بکس ہانک پر سٹی اسٹیک !
ڈیم نیٹو ۔ کالا آدمی ۔
ایثار ۔ آجکل حمق ہے اگر چہ اسکی مدح قرآن میں ہے فی الحال جب ایثار کی دنیا قائل ہے وہ اسکی آمریت ہے کہ شکاری اپنے صید کے تن بدن سے لنگوٹی بھی چھوڑ دے کہ بیچارہ باہر نکلنے میں شرمائے نہیں ۔ یا مثلاً کوئی اپنے دشمن کو از راہ عداوت بہشت کی سیر کرواکے اپنے واسطے جہنم مول لے ۔ یا دوسروں پر حکومت کرنے کی زحمت برداشت کرے ۔ اگر چہ بیش قرار تنخواہ بھی ملتی ہو ۔ یا کوئی داروغہ صاحب اپنے خسر علیہ الرحمہ کو فراق دختر سے بچانے کے لیے کنبے قبیلے سمیت سسرال میں جا

حالت اختیار ذرا بھی اس سے اور میں دیکھا کھایئں۔ یہ
خدمت میں کسی ہو تو سسرال والوں پر ظاہر نہیں
اور اطلاع آج میری بچی بھی ماندہ ہو گئی کیا عرض کروں
آپ بزرگ ہیں جو کوئی اور اس جگہ ہوتا تو واللہ
اُس کا مارا علم کھینچ کے رکھ دیتا۔ اس غضب تھا
کہ آپ کی صاحبزادی نے کل ہی کہہ دیا تھا کہ آٹھ
آدمی آج میرے ساتھ کھانا کھائیں گے اور انھوں
نے کچھ خیال نہ کیا۔ خرچ نہیں تھا کوئی زیور رہن
رکھا لیا ہوتا۔ اپنا زیور نہ تھا کسی اور ہی جان کا پایا
کارچوبی گرہن رکھو نہیں۔ میں ذلیل تو نہ ہوتا۔
جہاں تک طرح در سرخے سی چلی جاتی ہیں۔ دوسرا
ہوتا تو کسی بیٹے کا ڈاڑھا دیتا۔ اقسام اختیار
بہت ہیں اور کلام میں گنجائش کم۔ حاکم محکوم۔
امیر فقیر رئیس رعایا وکیل موکل۔ پرنسپل ملازم۔
بچہ بوڑھا جوان۔ عورت مرد۔ ہر ایک کا اختیار جدا ہوتا ہے
ایجاب۔ کوئی معاہدہ ہو بغیر ایجاب و قبول کے
جائز نہیں لیکن حال کی شریعت میں ایجاب ہی
کافی ہے یکطرفہ کارروائی۔ اسکا ترجمہ ہے
قبول کی بحث میں تفصیل کی جائے گی۔
ایمان فروشی یا بے گردن۔ فروخت کے قابل
مال جتنا پرانا ہوتا ہے اتنے ہی دام زیادہ لگیں پھیر
سکے چھوڑیں دل میں رکھنے کی ضرورت نہیں کام
دے جائیگا۔

باب الف ختم شد (باقی آئندہ)

راقم

ح۔ بلوری

تفصیل اجمال و تشریح مقال

(نمبر ۲ سلسلہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۹ء)

ڈوب دینا بھی نہیں۔ ایک لفظ امر کا ہے جی ہے جناب
انیس مرحوم نے مرثیہ میں یہ لفظ نظم کیا ہے۔ تیر جسکا پیکان
پانی میں کا پیالہ زہر میں فرو دے کے بجھا لیا ہو
زہر میں سرا ڈوب کہلاتا ہے کشتہ چھوٹا ہوکے تیر
کی علامت ہے حلقے کی گردن پہ سرخ دھاری نمایاں
ہو سے کشتہ پھونکتے ہیں۔ التباس کی وجہ سے

عورتیں خاص اصطلاح وضع کی ہے۔ آواز کو ڈوب
یں آ جاتے ہیں ڈوب کے معنی بھی یہی ہیں کہ آواز
عرصہ میں آ گئی۔ لکھنؤ کی بعض بیگمات
اور حادثوں کے ذکر آواز ڈوب کا گئی کہتا
ہے۔ اس محاورے کا مطلب بھی یہی ہے۔

الغرض یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کا وجود قدیم
زمانے سے اردو میں پایا جاتا ہے۔ آج تک رنگ کے
ساتھ ڈوب دینا شرفاء و فصیح عورت مرد کی زبان پر
جاری ہے جو کوئی اس مشہور لفظ سے ناواقف ہے
یا اسکی جگہ ڈبونا لکھتا یا بولتا ہے وہ زبردستی
اردو الفاظ کے محققین کی فہرست میں اپنا نام
درج کرواتا ہے۔

جب اوپر لکھ چکا ہوں کہ شعر کا وصف رنگین
کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پس ڈوب دینا شعر کا کسی

سمن بغرض قرارداد امور تنقیح طلب

مقدمہ نمبر ۱۳۳ ۱۹۲۹ء

عدالت دیوانی منصفی نگرام مقام نگرام ضلع ہردوئی

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

تنبیہ۔ [illegible]

دستخط حاکم

[illegible]

مادہ رنگ میں پا کے رنگینا بالکل صحیح اور مناسب ہے
کے اندر ہے۔ قرآن میں ہے واخفض لهما جناح
الذل والدین کے لیے انکسار و فروتنی کا بازو جھکاؤ
یہاں مقصود صرف ذل ہے یعنی فروتنی اختیار کرو
لیکن بازو کی وجہ سے شعر میں جھکانے کا حکم دیا گیا۔
ایسی صدہا مثالیں کلام پاک سے مل سکتی ہیں۔
کسی کا یہ عذر کرنا کہ ہم نے شعر کی تحسین میں یہ سمجھے
نہیں تھے۔ اصل معنی مطلب یا نزول صحت کلام
نہیں۔ استعارہ و کنایہ و مجاز و تشبیہ جان سخن ہے
انصاف کی عینک لگا کے دیکھیے آپ کو اساتذہ
مشاہیر کو بھی جنہوں نے بے سمجھے بوجھے اپنے علم کا
نہیں نادانی کا ثبوت دیا ہے آخر پچھتانا پڑیگا۔
یہ پچھتانا طعن و تشنیع کی دوسری شکل اختیار کر چکا
ہے۔ کچھ دنوں میں ذم کی کسر بھی نہ رہے گی اور
ہمارے بزرگوں کی لعنت آ جائے گی۔ اسلیے کہ دونوں
گروہوں میں گرم نزاع رکھنے والوں کی جماعتیں
ان لوگوں نے بہت بُرا کیا جو ہم کو بچی کچھی اس
انتشار پھیلا دیا۔ اس توضیح سے یہ حضرات چند علمی
تحقیقات حاصل کر سکتے ہیں مشاہیر لوگوں کو انکے
سیاسی مجیب قرار دے کے مشورہ دیا کہ نادان
بن جاؤ۔ اسے بے غضب ہو گیا ان گیارہ غزلوں نے
قرارداد کو تباہ کر دیا اب وہ اس قابل نہیں رہی کہ
شرفاء کی زبان پر جاری ہو انھوں نے در پردہ یہی
سمجھ لیا کہ مشاہیر کا نقصان علم نمایاں ہو تو سب
جو کوئی انجمن (معراج الادب) یا رسالہ مبصر ان
مشاہیر کے منہ لگے گا اسکی ہنسائی ضرور ہوگی۔
تمام ہندوستان ان مشاہیر کا معتقد ہے۔ ذرا سوچیے
ذکی اور امید بر آنے کی بہاری۔ نہ انجمن رہیگی نہ رسالہ
رہیگا المقصود۔

لکھنؤ کا فرد دوڑ گیا۔ ہماری بیہودگیاں جو تحریر
و تقریر کے ذریعہ سے بازار گرم کر رہی ہیں میدان
خالی پاکے اینڈی بینڈی بھرپور گی اندھوں
میں کانے راجہ۔ کوئی معیار ہی نہیں تو کھوٹے کھرے
کا پرکھ کون کرے گا۔ بس ہم ہی ہم ہوں گے۔
ہم لکھیں گے :-

یہ اور ماں کی طرح اور رنڈیا طرح معاشقہ میں
کر دو فنا فی کر...... ہاں اے برقِ پاشِ فطرت
ظالم رنگ و بو میں مظہر شور بن جا۔ تلاطم - آہ
تلاطم خونِ نبض کا تلاطم ــــــــ آہ وہ مستیِ
دورۂ شلوار - جانِ دوشیزگی جانِ آشفتگی ــ
ہم سکوتِ لب فزوں - ہم یاقوتِ جلوہ دوز۔"
اور دنیا اس بیداد کی داد دے گی۔ علامہ
بے ہمتا خالقِ ارض و سماے ادبیات کا لقب
ملے گا۔ بیدا "اشتی شعریت" (نہ شاعری) کی دھوم
مچے گی۔ اگلے شعرا میں سے بعض
کے خلاف تعصب کی آگ ہم
روشن ہی کر چکے ہیں۔ موجودین
میں سے بعض پر بیہودگی اور
پاجی پن پر مبنی عیب و اعتراضات
کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارا انقلاب
اُن کو خاک میں ملا دے گا جو آج
انجمن بنا کے رسالے نکال کے اُبھرنا
چاہتے ہیں۔ دُنیا اگر آنکھیں رکھتی
ہے تو دیکھے کہ جو مشہور شاعر اس
اکھاڑے میں مقابلہ کرنے کے لیے
زبردستی ڈھکیلے گئے ہیں اُنھیں
اس رزم احمقانہ سے کیا نفع
ملے گا۔ لکھنؤ اور اُسکی شاعری پر
اسوقت نگاہ نہ فرمائیے وہ ختم ہوگئی
اور آپ ہی کی عنایت سے ختم
ہو گئی۔ کیسی؟ اپنی بے علمی
اور کوتاہ نظری کا اقرار فرمائیے! "کان آشنا
نہیں۔ مہمل ہے۔ لغو ہے۔ سمجھ میں نہیں آیا۔ جس
یوں کہتا ہوں۔ میں یوں لکھتا ہوں۔ میں غلط
لکھنے والا تھا تو انکی زبان سے یہ لفظ میں نے نہیں
سُنا۔ اہل زبان کے تیور نہیں رکھتا۔ یا میں زور
بل" یہ تو کالی ہے خبر یا اور "ثقات" کی زبان پر
آ ہی نہیں سکتی۔ (الی غیر النہایہ)
جواب تحقیقی دیا گیا سند کے ساتھ دیا گیا۔ سند
میں کلام کے قوال پیش کیے گئے۔ اب بتائیے

کہ آپ کے مشتہرہ صد رہا بات سے تکذیب کس کی
ہوئی؟ آپ کی یا ان مسلم الثبوت اساتذہ کی جن
عرض کرتا ہوں کہ دونوں گئے گزرے ہوئے یا جنھیں
کر خدا کی توہین کا سلسلہ تو برابر جاری ہے اُن
غیر صحیح المنسب رسائل و تصانیف پر نظر ڈالیے
جو اسوقت قدر کی ترازو میں تُل رہے ہیں۔ اور
آپ نے جنکی خدمت کبھی نہیں کی یا اگر کی تو ہم نے
گرم ہم تنہا ہیں "سہا چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا"
آپ کیوں دو ہونٹ کمر لتے۔ آپ تو استاد ہیں۔



دستِ دراُس پار کا نیا جانور

"اول خویش بعدہ درویش" خدا کا مال مفت
تو ہے ہوا اب دیکھئے آپ توجہ کریں مشہور محاورات
سے انکار کر کے خواہ مخواہ انتقاماً یا بسبب عدم علم وہ
خود ہی اپنی ذات کو مضحکہ بنا کے آج تیس کو
کل شکست کھا گیا۔ بڑے بڑے محاورات یا بول
چال یا درستی زبان کی ماتا اُن لوگوں کے پیٹ
میں کہاں سے گھس گئی جو دہلی اور لکھنؤ پر جو کرنے
کیلئے اور ہم جیسے ہم اساتذہ پر مقابلے کی ورزش
کرتے رہتے ہیں اپنی تقریر و تحریر میں کبھی

غلطی محسوس نہ ہوئی۔ وہ رسائل و جرائد و تصانیف
میں کبھی صحت زبان کا لحاظ نہ رکھا۔ خود جانتے
نہیں سکا اقرار ہے۔ مگر دوسرے سے مقابلہ کرنے
پر آمادہ ہیں۔ جبکہ یہ روز زبان و رواج و شہرت
کی محتاج ہے۔ آپ کی زبان شہرت اور
رواج سے محروم ہونے والی ہے۔ پھر آپ کو پوچھیگا
کون؟

ایک واقعہ اسوقت یاد آگیا۔ جناب منشی
محمد سجاد حسین مرحوم سابق مالک اودھ پنچ نے
ابھی ایک تصنیف کا نام [illegible] رکھا۔ جب یہ کتاب مکمل ہو گئی
تو اس کا ایک نسخہ منشی صاحب
مرحوم نے مجھے بھی دیا میں نے
دلی زبان سے کہا کہ نام غلط اور
خلاف محاورہ ہے۔ منشی صاحب
متفکر ہوئے۔ دیر کے بعد انھوں
نے فرمایا [illegible] صحیح ہے مگر
"احمق الذی" کی جگہ "احمق الذین"
کہنے میں حرج ہی کیا ہے۔ آج لوگوں
کی زبان پر "احمق الذی" ہے کل
یہی "احمق الذین" ہو جائے گا۔
اور [illegible] دنیا میں احمق زیادہ
ہیں اسلیے صیغہ جمع زیادہ مناسب
ہے۔ میں نے جواب دیا کہ صحیح ہے
آپ نے وہ جمع ضمیر کی جو
اہل لغات منفق ہے۔

"زہیر بن خباب بن ہبل الکلبی کا چھوٹا بھائی
عدی بن خباب بیوقوف اور پگلا تھا۔ زہیر اسے
ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ بے تکی باتیں نہ کیا کرو۔
"الاحمق الذی یصمت خیر من الذی
یتکلم بلاطائل" (جو احمق چپ رہتا ہے وہ
بنسبت فضول گو کے بہتر ہے)
ایک رات عدی جاگ رہا تھا اسکے سامنے
چوروں نے سیندھ لگائی مگر یہ چپ سادھے
پڑا رہا بولا نہیں۔ صبح کو زہیر سے کہا کہ بھائی تمہارا



"من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال"


ز نضارت چمنت بر بہار منت ہاست کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند
تو یہ عطر حاضر ہے
کارخانہ صفدر علی محمد علی تاجران عطر چوک لکھنؤ کے عطروں میں تازہ پھولوں کی نکہت ہوتی ہے

مات جو آتے تھے انھوں نے یوں حمید کا لی ہیں آپ کی تعلق نسل میں روائی - یوں نے جاتے - زہیر نے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں نہ پکارا تو فرمایا: احمق الذی صحبت الخ -

: احمق الذی صفت ہے اسی جگہ کہ "احمق الذی" لکھتے ہے: اور سال نخل - کی پر یہ غلط ہو جائے گی - منشی صاحب مرحوم کی صدق پسندی قابل تقلید ہے - انھوں نے فرمایا کہ میں اب تو کوئی چارہ نہیں مجھے یہ قصہ معلوم نہ تھا - تمھارے کہنے پر جستہ تو ہوا مگر اب عدی کی نسل کو خدا نے ترقی دی ہے زہیر کے وقت میں تو ایک ہی تھا ہمارے عہد میں ہزاروں ہیں - یہ تو کہا مگر ہمیشہ اس غلطی سے مکدر رہتے - مرزا محمد عباس حسین مرحوم ہوش مصنف مرزا ہوشا نے ایک شب انھیں ہی تذکرہ کیا کہ پرانی طرح آ میزتھا تو ان سے کہنے لگے کہ آپ جب تک "احمق الذی" کی صفت پر دلیل نہ دیں اس وقت تک میں یہی کہوں گا کہ "احمق الذین" صحیح ہے - وہ تو کچھ ملتے اور منشی صاحب نے [illegible] شروع کیا -

الحاصل ہر جگہ کی آبادی کا حلق اپنے طرز کا نرالا سانچا ہے سب جانتے ہیں کہ اردو ہندی اور پرسی الفاظ کا مجموعہ ہے فارسی عربی یا ترکی الفاظ یہاں کے باشندوں کے گلے میں پڑے اور موم کی طرح انھوں نے شکل بدل دی اصل کا پتا لگانا دشوار تو ہے مگر محال نہیں - مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنی جناب طباطبائی نے تحسین الفاظ میں تھوڑی سی زحمت مرزا صاحب کے استفسار پر قربان بھی کر دی - دو ایک دلیل اور بیان ہوئی دوسری یہ ہے کہ عالیجناب نے اس پنچ دشنام کا جو تاریخ ادب اردو میں آپ کی نسبت درج ہوئی ہے صد عنایت فرمایا -

کسی بادشاہ کی صحبت میں ایک اجنبی شخص آ بیٹھا کو موجود تھا تو بہت سے لوگ ایک خاص مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے - جب اس اجنبی کی باری آئی تو اس نے فصاحت اور بہت خیال کی باتیں کچھ ایسی دکھائیں کہ بادشاہ نے اسے قریب مسند جگہ دی - بزم علم برخاست ہوئی - مگر اجنبی کو جانے کی اجازت

نہ ملی - دستر خوان بچھا اور ماحول ہوا - سر جھکا لیا طعام کے بعد شراب آئی - ایک جام اجنبی کے سامنے بھی پیش کیا گیا - اجنبی کھڑا ہو گیا - اور کہا مجھے امید نہیں ہے کہ ظل اللہ کو ان چند عقل کی باتوں پر جو اس خاکسار کے دماغ میں ہیں حسد ہوا ہو گا - بائیں فرش سے کہ دار مسند شاہی تک اس حقیر کو انھیں چند کلمات نے پہنچایا ہے - تو چیز جو مخل عقل ہے - کیا عجب ہے کہ غرور کا منہ پچھلے پاؤں سے لنگڑا اور فخر کا دعوے سر ہو جائے تو پھر وہی کوچہ گردی کس مپرسی اور رہ و -

تاریخ ادب اردو میں جناب کے فضل و علم کا اشرف اور خبیہ مبارک کا شائع ہونا ان خدمات کی وجہ تھا جو اردو زبان سے متعلق جناب نے انجام دیں - اب وہ جواب غیر مکمل و نادرست کی شے بد رنگ و بد ذائقہ کی بدولت جن وجوہ سے آیا تھا انھیں جو ہوں گے - آشفتہ کی طرف سے قصہ ختم ہو جانے کے بعد اگر آپ کے مداح صاحب نے آپ کے جوابی افادات پر غور فرمایا تو اپنی پنچ کو دل ہی دل میں غلط قرار دیں گے - آج صاحب تو خیر مگر دوسرے تذکرہ نویس نے کوئی نیا تذکرہ مرتب کیا تو وہ محاسن کے ساتھ یہ بھی لکھیں گے کہ جناب طباطبائی لوگوں کی خاطر سے غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط قرار دینے میں بے باک تھے -

محاورات میں کسرہ انکسار ہو تا رہتا ہے اور وجہ کسرہ انکسار بھی قدیم ہے تو بھی باقی رہتی ہے تبدیلی و عدم قبول کا حق اہل زبان کو ہے - اہل زبان استعمال کے وقت غور کر لیتے ہیں کہ تصرف بے اصل نہ ہو -

مثلاً حکیم آشفتہ صاحب نے ازد دل کو بمعنی قوت استعمال کیا - اس میں کلام نہیں کہ قوت ازد دل ہم معنی الفاظ ہیں - شعر میں شاعر کی ذہنی قوت صرف ہوتی ہے سامعین اسی قوت کا اندازہ لگا کر داد دیتے ہیں - اچھے شعر یا کلام کے بہت اور بھی اوصاف ہیں مثلاً روانی متانت - رفاقت - رقت حسن ترکیب موزونیت - وغیرہا -

استفسار میں آشفتہ صاحب کا قول "تمام پنچ بھاگ ہے جس زور دل میں آپ نے یہ طلع کہا ہے"

کے آگے کچھ اور بھی ہو گا - خیر یہ ناچیز بھی گر حروف کی توضیح مرزا صاحب نے اپنی ذاتی طرف سے جواب دینے والوں نے - یہ کوئی محاورہ نہیں ہے - دو نظیر یہ ان پر اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ بے محل صرف ہو گئیں یا ان کا اتباع غلط اور متعدی الی الطلب ہیں - جیلیں ہر گز رسم کی زبان پر جاری ہیں - ہر لوگ گھر میں بھی وہ بول سکتے ہیں اور پڑھے لکھے آدمیوں کی زبان سے سن سکتے ہیں - مستفسر نے از راہ عدم دیانت اس نیچے کو مرت کھا وہ جس زور دل پر آپ نے یہ طلع کہا اصل مضمون غالباً آپ نے نہیں دیکھا - نہ جو تعریف پنچ کی دم سے کر یہ میں گرا ہے اور دیکھئے کہ آپ نے لکھ دیا "یہ فقرہ اہل زبان کے تیور نہیں سکتا - ہم اگر آپ کی جگہ ہوتے تو علمی مسائل میں بے محل مسخرے پن سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ غلط ہے نہیں ہونا چاہیے جیسا پنچ کو دو رنگ کیا اس کے متعلق جواب دیا ہے - یا دھوئیں باد کر دینے کے بارے میں لکھا ہے کہ دھوئیں اڑا دینے ہونا چاہیے -

اب آپ یاد آیا - دھوئیں باد کر دینے پرانا محاورہ ہے اور ہم نے سنا بھی ہے - شیخ محمد جان شاد مرحوم لکھنؤ کی بہرو پیر شاگرد میر عرش جن سے میر محاورات اور محاورے مستعمل کسی دوسرے شاعر کے کلام میں موجود نہیں فرماتے ہیں صفحہ ۵ - دیوان مطبوعہ - اسم تاریخی سخن بے مثال ۱۳۰۰

دکھلائے کے خال دگیسو تا کو نشانہ دل
گولی بھی وہ لگا دو جو یار ہو دھواں تک

یہ شعر ان کے دیوان میں موجود ہے - لیکن اڈیٹر صاحب اودھ پنچ نے اپنے جواب میں یہ لکھا کہ یہ لشکری محاورہ ہے آ گیا غلط تھی - بات کے معنی تو یہ ہیں کہ دھوئیں اڑا دینے کی توضیح کیجئے اور اس مقام پر اس محاورے کے بر محل ہونے کا ثبوت پیش کیجئے - مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب اس محاورے کے محل استعمال سے واقف نہیں آئندہ قسط میں ہم ایک اجمالی مضمون "غلط اور مخلوط" کے کرم و فشار پر لکھیں گے اڈیٹر صاحب کی نظر بیل تو عینک کی محتاج ہے لیکن علمی نظر دان پر محیط ہے -

(باقی آئندہ)

راقم

ہمیں بھی صدارت ایک ذرہ بھید کو تعجب ہم ہوتا ہے
پسند نہیں ہیں نہ کبھی ہو سکتے تاوقتیکہ صدرنشین
بزم ہو اور پنچ پیش نہیں گیا۔ اگر اس میں کوئی
ہو گی ۔

کو روہ کہ چشم بصیرت نظر ہائے تماشا
ہر ذرۂ خاک آئینۂ مہر تابیست

تو جناب کا حسن نظر ہو۔ میرا الزام نہیں ۔ والسلام ۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

خوش بختی مفت

ہمارے شہر کی شیعہ کانفرنس گزشتہ سال بہت نفع میں رہی یعنی ہماری پیشگوئی کے بموجب بیگن بیچ ڈالا بیگن بھی سوکھا ہوا۔ صدرنشین یعنی نواب صاحب البتہ نفع میں رہے میزبان بالفعل حضرات نہیں بہر خیر پیوستہ کے بیان مزے مزے کے کھانے اڑائے شکار کھیلنے کے لیے بیش قیمت بندوق بطور ہدیہ ملی اتنی بڑی کانفرنس کی صدارت بشدہ عجب عجب نستعلیق سفر ادائے لطیف مفت۔ شہ دق شکاری مفت صدرنشینی بزم قومی مفت تعریف مفت جھنجھک دعائیں زبانی مفت۔ صلوات مفت۔ پرستش صورت عکسی (فوٹوگرام) وغیرہ کانفرنس مفت۔ حضور حضور کی صدائیں لاجواب ہی۔ حقدار جی مسید داروں کی چیخ پکار ان سب چیزوں نے جو دل میں خون بڑھایا وہ بھی مفت۔ سال بھر تک کانفرنس کے سکریٹری صاحب عرائض نویسی کرتے رہے وہ بھی مفت نتیجہ یہ ہوا کہ دفتر کے سال بھر کے مصارف بھی عنایت نہ ہوئے جو سو گئے چندوں کی ترکاری ہی کانفرنس کے پیٹ میں پڑ جاتی۔ زہے قسمت اُس کانفرنس کے جسکی صدارت ایسے والیانِ ملک فرمائیں۔ اب بخت شرم مفت میں کیا شک رہا۔

سال پیوستہ جناب ظہیر الدین کی صدارت ان ہز ہائنس صاحب کی صدارت سے غنیمت تھی ناخن کھنے کی ملامت تھی۔

اب یہ تیسرا سال ہے سنتے ہیں کوئی بیٹی کے

سالانہ صاحب صدرنشین بزم قومی ہونگے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ سال بھی اسی طرح میں تیر خور جائے۔ خدا کرے ہمارا اندیشہ غلط ہو۔

نیابت منشود بہ تو خون شہید عشق
خنجر بدست داری تماشا در کمینی

مکرم محبوب جناب ظفر الملک علوی کے آخر اس دنی عقیدہ سے استعفا دے دیا۔ کہ خاکسار اڈیٹر اودھ پنچ اسینا پوری ہے۔ لہذا افسوس کہ اسم نویسی کا مواد مضمون ناتمام رہا۔ اور تراوش بھی ادھوری رہ گئی۔ مضمون تراوش بھی نظیر اکبرآبادی کا مجموعہ ہے

زعجیب چیند دا تباب اُس بر لگا نہ ار و
پانی کا گریبان میں مجھ کو تو دیا

سیتا پوریہ بھی شرفا رہتے ہیں۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ زبان لکھنا ہی سے ہے۔ جب زبان بخشیۂ لکھنؤ ہی تھی اُس وقت کوئی مرکز تھا۔ جس نے محنت کی اور جب خوش مذاقی کا جوہر سخن آفرین جل جانے کی طرف سے عنایت ہوا خواہ وہ دکن کا ہو کہ دلی کا آگرے کا رہنے والا ہو یا لکھنؤ کا وہی ملک الشعرا بنا اور وہی ہمارے واسطے مستند ہے۔ آج بھی یہی حال ہے۔ جو لوگ محنت کرتے اور غلطی سے زبان کو بچاتے میں دنیا اُنکی قدر کرتی ہے آقا ظفر علیخاں جناب مہر جناب ساالک شعری کے رہنے والے ہیں نہ لکھنؤ کے مگر یہ حضرات ہر زبان اہلِ زبان سے جو لکھنؤ کی سرحد پر رہتے ہیں۔ وہ اکثر لکھنوی اشخاص سے زبان داں فصاحت میں بازی لیجاتے ہیں جو لوگ محنت کرتے ہیں خدا کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا اور وہ درست ہے آوقیتی شاں حال یکجہت باہر نکلتے ہیں تو کانوں میں آواز آتی ہے " رب دی سو جاں میں " اسمیں بھی تحریر اکثر غلطیوں سے پاک ہوتی ہے یہ دور کی مثالیں ہیں۔ منشی سجاد حسین مرحوم سے کون شاعر زبان میں بازی لیجا سکتا ہے۔

اس شعر میں مبتدا خبر کا جواب ہو تراوش سے

تشنگان رہا کا آمد بہ شعر بہانہ نکیں اور اسباط تہذیب کی آلودگی کا باعث ہوئیں وقت کا طالب نہ وقت ملنے پر بھی ہم سے دور رہا جکا۔ جبہ سکتے جو ہو مکرم جناب ظفر الملک نے اختیار فرمایا ہے دلیل کا جواب دلیل سے ہوتا ہے۔

خلیفہ منصور کے سامنے ایک ایرانی جرنیل خاقانی نے کا سامنا ذکر کیا تھا۔ لایا گیا۔ خلیفہ غصے میں تھے ماں کی گالی دے کے ادراوہ استغفار کرنے لگے۔ ابے تجھ جیسے بھی ساہی ہوتے ہیں بادشاہی نے جگاہ گرم دیکھا اور کہا کہ میرے اور تیرے درمیان قتل استوار کا معرکہ آج دشنام اور کلمات ناہموار کا۔ مجھے یہ بھی خیال نہیں کہ میں قرار ہر گرہ وقتیا یہ تھا ہوں۔ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا مگر پیشہ کے تیر رہ دشنام کا جواب دشنام سے دوں تو کیا نقصان ہو گا ؟

نصیحت معقول تھی خلیفہ منصور جھکا کے آزاد کی یہ حکم دیا۔ محبوب مکرم حضرت ظفر الملک اسوقت معقول خود خلط منشور ہیں ان کلمات یہ پر ہیں۔ [illegible] ہورہ منشد۔

المختصرات

پرتاپگڑھ ضلع پر پھر اوس پڑ گئی کوئی جواب نہیں۔ بستی نمبر دگی میں ایک ایڈ جلیل گوبڑی غائب ہو گئیں وہ سال قسمت کی نہ کی جھوٹی۔ کوا بنہ ہو گی کر ال کے یہ چرکٹ ہے کوچ کے ان مستقبل لیے بڑھ کر۔ کانگرس والوں کا یہی خیال ہے خدا کرے جھوٹ ہو۔

دور جدید نام کا ایک ہفتہ وار اخبار کی کا شمارہ قبول بنا نصیبی خالی ہیں۔ دو دو اٹھ جائے۔ پنجاب میں موضوع میں ہجت فیاض ہے خراب یہ فیاضی صحت ملک ہوا تھی ہے۔

شہر فتح پور سے ہمارے کرم دوست سید صغیر علی صاحب وارثی شاہ پوری نے ایک ہفتہ وار پرچہ جاری کیا ہے " معلوم " اسکا نام ہے۔ خبر نمبر دیکھنے کے بعد مشورہ دیا جا نا ہمیں ضرورت حاضر کیا جائے گا۔

دیکھیے ہماری کب جان چھوڑتی ہے ست
اک تو اک روگ ہی رہا ہم کو
دردِ سر کم ہوا غبار آیا

ضعیفی دُور کرنے کی تدبیر

موت کو تو کوئی نہیں روک سکتا لیکن امر یہ کہ بلا شبہ وقت ضعیفی اور کمزوری کی تدابیر نکالی ہیں [illegible] ہمیشہ جوانی رہے اعضا کو حرکت دیتے رہیے اور کسی قسم کی شکایت نہ ہو [illegible] اعضا کو کس طرح حرکت دی جاتی ہے اس کے واسطے کتاب ہیں جو مفید ہوتی ہیں کسی استاد کے سکھانے کی ضرورت نہیں ہے کتاب زیادہ تر ہر عمر والوں کے واسطے مفید ہے جو گھر بیٹھے ورزش وغیرہ کرنے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بدہضمی بواسیر اور دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں [illegible] مطابق عمل کر کے فائدہ حاصل کیجیے اس کتاب کی صفات کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے تاکہ عام طور پر لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ

سکہ سنچار کمپنی متھرا

جس طرح طلوع آفتاب سے

تاریکی کا دور ہونا قدرتی امر ہے

اسی طرح مقویات سرتاج عالم [illegible] کے استعمال سے ضعف بدہضمی، خون اور مادہ تولید کی خرابی، جریان بوائی اور دیگر امراض مخصوصہ کا دور ہو جانا قدرتی ہے [illegible] قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ [illegible]

المشتہر [illegible]

ایجنٹ اودھ [illegible] لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ مشہور و معروف اطبا [illegible] کے نسخوں سے صحت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس عالم پیری میں صحت حاصل کرنا یا سچا نسخہ مشہورہ کے خلاف ہیں۔ اگر آپ لکھنؤ کے مشہور تجربہ کار اور حاذق اطبا کے مشورے [illegible] فیض کا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ معدن الادویہ کی فہرست جو مطب [illegible] فائدہ [illegible] دوسرے جہانوں کا بھی [illegible] مشتہرہ کتاب [illegible] ہے

المشتہر

مینیجر دواخانہ معدن الادویہ کٹورہ پہ اسٹریٹ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۹ء

(۱) اردو دو کرانہ کہنے والے دل کو [illegible] کرتے اور سچائی اور اخلاقی مضامین اور کارٹون کا مجموعہ [illegible] میں [illegible] قیمت فی جلد [illegible] محصول [illegible]

(۲) سنہ ۱۹۲۹ء کی جلد [illegible] برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں قیمت مع محصول [illegible]

(۳) [illegible] مضامین کے شائقین کو جلد طلب فرمانا چاہیے۔ قیمت [illegible] محصول۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظرافت

[illegible]

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی [illegible] عجب و دلچسپ نظم ہے اور شاعری کی [illegible] استادی سے کام لیا [illegible] قیمت [illegible] ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر [illegible]

المشتہر

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن الموسیقات

یعنی

[illegible] ہندوستانی [illegible] ایک گراموفون کی طرح [illegible] موسیقی کے [illegible]

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

[illegible] کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی اب [illegible] حصہ دوم میں مصنف نے اساتذہ فن کے علم سینہ کو

عام مفید بنا دیا ہے

یعنی

[illegible]

استاد محمد علی خان

[illegible] کو اگر آپ [illegible] ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے [illegible] حصہ دوم [illegible] استادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔

اصلی قیمت علاوہ محصول [illegible] لیکن جو صاحب آخر دسمبر سنہ [illegible] تک چار روپیہ [illegible]

المشتہر

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ
